ملک کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد

عاطفہ خاتون
موضع کٹھری، پوسٹ ساٹھی، تھانہ ساٹھی، ضلع مغربی چمپارن (بہار)

بچو! اپنے ملک ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ ان کا اصل نام محی الدین احمد اور تاریخی نام فیروز بخت تھا۔ ان کی ولادت ۱۱؍نومبر ۱۸۸۸ء مطابق ۱۳۰۵ھ کو مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام خیرالدین بن شیخ محمد ہادی تھا جو اپنے وقت کے جید عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ ان کے والد ہندنژاد اور ماں عرب تھیں۔ ۱۸۹۰ء میں ان کا پورا خاندان مکہ معظّمہ سے کلکتہ منتقل ہوگیا اور یہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ۱۸۹۱ء میں ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ مولانا آزاد نے ابتدائی عربی، فارسی اور اردو کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ بعدہٗ انھوں نے چند دیگر اساتذہ وشیوخ سے بھی کسب فیض کیا۔ ۱۹۰۸ء میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ مولانا آزاد کے والد مروجہ دینی تعلیم کے مقلد تھے اور انگریزی تعلیم سے دور۔ مولانا آزاد نے خود اپنی محنت، لگن اور کوشش سے انگریزی پڑھنا سیکھا اور دھیرے دھیرے اچھی خاصی اہلیت وصلاحیت کے حامل ہوگئے اور یہ تعلیم بھی آئندہ ان کے بہت کام آئی۔

بچو! مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیتیں صدیوں میں جنم لیتی ہیں۔ ان کی شخصیت اپنی گوناگوں خوبیوں اور خصوصیات کی بنا پر کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ ایک ہمہ جہت وعبقری شخصیت کے مالک تھے۔ اگر انھیں جامع الصفات کہا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ مولانا آزاد بیک وقت جید عالم دین بھی تھے اور مفسر قرآن بھی، مفکر بھی تھے اور مدبر بھی، مصلح بھی تھے اور انشاپرداز بھی، زبردست صحافی بھی تھے اور عدیم المثال خطیب بھی، آزادیٔ وطن کی جدوجہد کے عظیم سپاہی بھی تھے اور کاروان آزادی کے بے مثال قافلہ سالار بھی، عظیم مؤرخ بھی تھے اور بے مثل تاریخی بصیرت کے حامل بھی، ایک سچے معلم اخلاق بھی تھے اور سیاسی رہنما اور مدبر ومنتظم بھی۔ غرض یہ کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں کے انمٹ اور لافانی نقوش چھوڑے ہیں جو بالخصوص ہندوستان اور بالعموم پوری نوع انسانی کے لیے مشعل راہ ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی سیاسی زندگی کا آغاز تقسیم بنگال (۱۹۰۵ء) کے تناظر میں ہوا۔ اسی زمانہ میں ان کا رابطہ اس دور کے اہم انقلابی کارکن اور بنگال کے حریت پسند انقلابی لیڈر شیام سندر چکرورتی سے ہوا۔ اس دوران اروند گھوش سے بھی ان کی کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس طرح وہ انقلابی سیاست کی طرف مائل ہوتے گئے۔

مولانا ابوالکلام آزاد ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۵ء کے درمیان ایک ادیب، مصنف اور ایڈیٹر بن کر ہندوستان میں ابھرے۔ ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے 'الہلال' جاری کیا جسے انگریزوں نے بند کرادیا تو انھوں نے 'البلاغ' جاری کیا مگر اسے بھی انگریزوں نے ۱۹۱۶ء میں بند کرادیا۔ ترجمان القرآن ان کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر البیان فی مقاصد القرآن بھی انتہائی اہمیت کی حامل تصنیف ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۰۵ء سے ۱۹۴۷ء تک برابر ہندومسلم اتحاد اور غیر منقسم ہندوستان کے لیے کوشش کی۔ وہ ہمیشہ اس بات کی وکالت کرتے رہے کہ ہندوستان کی بقا ہندومسلم اتحاد میں ہی ہے۔ وہ تاعمر اتحاد بین المسلمین نیز اتحاد

بین المذاہب کے زبردست علمبردار رہے اوران کے قدم کسی بڑے سے بڑے حادثے کے وقت بھی نہیں ڈگمگائے۔ وہ ہندوستان کی سالمیت کے خواہاں تھے۔انھوں نے کہا تھا:

''اگر ایک فرشتہ آسمان کی بدلیوں سے اتر آئے اور دہلی کے قطب مینار سے اعلان کردے کہ سوراج چوبیس گھنٹہ کے اندر مل سکتا ہے بشرطیکہ ہندوستان ہندومسلم اتحاد سے دستبردار ہوجائے تو میں سوراج سے دستبردار ہوجاؤں گا کیونکہ اگر سوراج ملنے میں تاخیر ہوئی تو یہ ہندوستان کا نقصان ہوگا لیکن اگر ہمارا اتحاد جاتارہا تو یہ انسانیت کا نقصان ہوگا۔''

وہ ہندوستان کی اکثریت واقلیت میں مذہب، زبان اورمعاشرتی خصوصیات کے نام پر کسی ناچاقی کو پسند نہیں کرتے تھے اورمنصفانہ نقطۂ نظر کوفروغ دینا چاہتے تھے۔وہ اکثریت میں وحدت کے عناصر ڈھونڈتے تھے۔

آزادی کے بعد جب مولانا ابوالکلام آزاد ملک کے پہلے وزیرتعلیم بنے توان کی انتظامی صلاحیتوں کوابھرنے کا مزید موقع ملا اورانھوں نے ملک کی چوطرفہ ترقی کے لیے بھرپور کوشش کی اورجدید دور کی سائنس وٹیکنالوجی کو بڑھاوا دیا۔ساتھ ساتھ ثقافت،ادب،کھیل کوداورزندگی کے دیگرشعبوں میں ہندوستان کی شناخت بنانے میں اہم کرداراداکیا۔

مولانا ابوالکلام آزادوہ پہلے انسان تھے جنھوں نے آزاد ہندوستان میں قومی نظام تعلیم کا مدعا اٹھایا جو ۱۹۸۶ء میں نئی تعلیمی پالیسی کی بنیاد بنی اور ۱۹۹۲ء میں اسے پھر سے دہرایا گیا۔اس پالیسی کےتحت کہا گیا کہ ایک خاص سطح تک تمام بچوں کے لیے تعلیم کی رسائی بلاتفریق مذہب وملت،نسل وعلاقہ ہونی چاہیے۔دوسرے لفظوں میں بحیثیت وزیرتعلیم ملک میں سیکولر تعلیم کی بنیاد رکھنا مولانا کی بصیرت تھی کہ تمام تعلیمی پروگرام سیکولر اقدار اور دستوری ڈھانچے کے مطابق ہوں۔ان کے نزدیک سیکولر، جمہوری آزاد ہندوستان کی مؤثر بنیاد کے لیے عوام کی تعلیم سب سے زیادہ ضروری تھی۔ چنانچہ مولانا کے اشارے پر ۱۹۴۷ء میں دستوری اسمبلی میں مفت اورلازمی تعلیم کے طریق کار تلاش کرنے کے لیے کھیر کمیٹی کو کہا گیا۔کھیر کمیٹی نے کلاز ۲۵ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مفت ابتدائی تعلیم حاصل کرنا ہرشہری کا حق ہے اوریہ ریاست رصوبے کی ذمہ داری ہے کہ دستور نافذ ہونے کے دس سال کے اندر سبھی بچوں کے لیے مفت اورلازمی تعلیم مہیا کرے جب تک کہ وہ ۱۴رسال کے نہ ہوجائیں۔گرچہ ۱۹۵۰ء میں مفت تعلیم کے حق کوقومی خزانے پر ناقابل برداشت بوجھ کہہ کرردکردیا گیا پھربھی مولانا نے اسے پھر سے دستور میں بنیادی حق کی طرح شامل کرنے پر زور دیااورکہا کہ ہر فرد کو وہ تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے جواس کے تمام شعبوں کوترقی یافتہ بنائے اورایک پوری انسانی زندگی بسر کرنے کے لائق بنائے۔ایسی تعلیم ہرشہری کا پیدائشی حق ہے۔کوئی بھی ملک اپنی ذمہ داری نبھانے کا دعویٰ نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ ہرفرد کوتعلیم حاصل کرنے کا ذریعہ نہ فراہم کردے۔یہی مفت اورلازمی تعلیم کا حق ۶۰رسالوں کے بعد ۲۰۰۹ء میں آرٹی ای کی صورت میں آیا جسے اپریل ۲۰۱۰ء سے پورے ملک میں نافذ کیا گیا ہے۔

مولانا آزاد کی تعلیمی بصیرت نے ملک کے نوجوانوں اوردانشوروں کے لیے نہ صرف آگے بڑھنے کا راستہ ہموار کیا بلکہ نئے میدانوں میں اترنے کا جذبہ فراہم کیا۔ایسا لگتا ہے کہ وہ اس دور میں بھی سوسال کا مستقبل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔آج ضرورت ہے کہ ان کے مشوروں پرعمل کیا جائے تاکہ نئی نسل صحیح روشنی میں مستقبل کی طرف گامزن رہے۔

۲۲رفروری ۱۹۵۸ء مطابق ۲رشعبان المعظم ۱۳۷۷ھ کو ۷۰رسال کی عمر میں اس عظیم محبّ وطن نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اورجامع مسجد کے سامنے اردو پارک میں تدفین عمل میں آئی۔ آج پورا ملک کے پہلے وزیرتعلیم مولانا آزاد کوسلام کرتا ہے اور ان کے یوم ولادت پرخراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ ○○